8-5-2019

دورہ قرآن(2019)

پارہ نمبر16(قَالَ أَلَمْ)

قیامت کے دن قرآن مجید سفارشی بن کر آئے گا۔

✷ ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

قرآن کی تلاوت کرو بلاشبہ قیامت کے دن یہ اپنے ساتھیوں کی سفارش کے لئے آئے گا۔

تو اس لئے قرآن پڑھتے رہنا چاہیے۔ قرآن کے ساتھ تعلق مضبوط رہنا چاہیے زندگی کا کوئی دن ایسا نہ گزرے کہ جس میں انسان قرآن سے تعلق نہ رکھتا ہو۔

قاری قرآن کے لئے عزت کا تاج اور اللہ کی رضامندی ہے۔

✷ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

قیامت کے دن قرآن آئے گا اور کہے گا اے میرے رب! اس قاری قرآن کو زیور پہنا دیں تو اس شخص کو عزت کا تاج پہنایا جائے گا،(تصور کریں کہ وہ کتنا خوبصورت ہو گا) پھر قرآن کہے گا اے میرے رب! اس میں اضافہ فرمائیں(یعنی ابھی اور بھی) تو اس کو عزت کا لباس پہنا دیا جائے گا پھر قرآن کہے گا اے میرے رب اس سے راضی ہو جائیں تو اللہ تعالی اس شخص سے راضی ہو جائے گا، پھر اسے کہا جائے گا قرآن پڑھتے جاؤ اور جنت کے درجات چڑھتے جاؤ ہر آیت کے ساتھ ایک نیکی بھی زیادہ کر دی جائے گی، ہر آیت کے ساتھ ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا۔

والدین کے سر پر نور کا تاج پہنانے کا باعث ہو گا۔

✷ بُرَیدہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے قرآن پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا(یعنی صرف حافظ قرآن ہونا کافی نہیں مَن قَرَاَ الْقُراٰنَ وَ تَعَلَّمَہٗ وَ عَمِلَ بِہٖ) تو اس کے والدین کو قیامت کے دن نور کا ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی کی طرح ہو گی اور اس کے والدین کو ایسے دو ریشمی حلے پہنائے جائیں گے (یعنی لباس) کہ پوری دنیا میں ان دو حلوں کی قیمت کے برابر نہ ہو گی(یعنی اتنے قیمتی اور اتنے مہنگے ہوں گے) وہ دونوں کہیں گے یہ ہمیں کیوں پہنایا گیا؟ تو کہا جائے گا تمہارے بچے کے قرآن حاصل کرنے کی وجہ سے۔

۞ آج ہم اپنے بچوں کو دنیا کی ڈگریاں حاصل کرنے کے لیے بے پناہ خرچ کرتے ہیں لیکن اگر وہ قرآن کی تعلیم حاصل کرنا چاہیں تو ہم انہیں facilitate نہیں کرتے.

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ **صاحبِ قرآن کے درجے تو بلند ہوں گے، ہر ہر آیت کے بدلے درجہ بلند ہو گا لیکن والدین کے کیوں ہوں گے؟**

صرف اس لیے نہیں کہ انہوں نے پیدا کیا، اس لیے کہ انہوں نے اپنے بچے کو facilitate کیا۔ کوئی بھی بچہ حافظ قرآن، عالم قرآن بن نہیں سکتا جب تک اس کے ماں باپ کا اس پر ہاتھ نہ ہو اور وہ مسلسل اس کے لئے اپنا خون نہ جلا رہے ہوں کیونکہ بچہ ہی حفظ نہیں کرتا ماں باپ کو شاید اس سے دگنا محنت کرنی پڑتی ہے، تو وہ اس کا ایک اعزاز ہوگا اور اس کا ایک بدلہ ہوگا کہ اس کو قیامت کے دن اتنا بڑا اجر ملے گا۔

سورت الکھف

- ❖ **آیت 75** توحصول علم کے لیے صبر شرط ہے۔
- ❖ **آیت 77** اگلی مہم کی طرف چل پڑے۔
- ❖ **آیت 79** تو اس سے مسکین کی تعریف کا بھی پتہ چلتا ہے۔

کہ بعض اوقات زکوۃ کا مستحق کوئی ایسا شخص بھی ہو سکتا ہے، آپ کو معلوم ہے کہ زکوۃ کے مستحق میں فقراء اور مساکین ہیں۔

تو مسکین کون ہوتا ہے؟

مسکین وہ ہوتا ہے جسکے پاس ہو لیکن enough نہ ہو۔

بعض لوگ یہ سوال لے کر آتے ہیں کہ وہ ہماری بہن ہیں انکے پاس گھر تو ہے لیکن شوہر فوت ہو گئے ہیں بچوں کا کوئی بزنس نہیں، کھانے کو بھی نہیں تو اب کیا کیا جائے۔ ان کے پاس گھر ہے۔ تو گھر ہونے سے کوئی شخص مسکین کی کیٹیگری سے باہر نہیں آتا۔ اگر اس کے پاس کھانے پینے اور بنیادی ضروریات کے لیے نہیں۔ یعنی یہاں مسکینوں کے پاس ایک کشتی تھی بہت بڑی لیکن اس سے اتنی آمدنی حاصل نہیں ہوتی تھی کی جس سے وہ اپنی ضروریاتِ زندگی کو پورا کر سکیں۔ تو اس لیے بعض اوقات کسی شخص کے پاس کوئی پراپرٹی ہو سکتی ہے، وہ سیل ہی نہ ہو رہی ہو، لیکن دو وقت کا کھانا نہیں ہے اس کے پاس، تو ایسی صورت میں اس شخص کو زکوۃ دی جا سکتی ہے۔

ہاں جس کے پاس daily آمدنی یا ماہوار اچھی رقم یا ویسے ہی اسکے پاس بہت کچھ ہے تو پھر وہ مسکین نہیں ہوتا۔

- ❖ **آیت 79**

تو بات یہ ہے کہ بعض اوقات زندگی میں ایسے نقصان ہو جاتے ہیں کہ انسان کو اس کی مصلحت اور حکمت سمجھ نہیں آتی۔ اور انسان اس پر پریشان ہوتا ہے۔ کہ ایسا کیوں ہو گیا میرے ساتھ؟

تو پس پردہ اسکے پیچھے کیا فائدہ ہے وہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی وہی چیز ہمیں نظر آ رہی ہے۔ کہ مسکینوں کی ایک آمدنی کا ذریعہ تھا اور انھوں نے اس کو بھی خراب کر دیا۔ لیکن وہ اس لیے کیا تھا تاکہ یہ کشتی اگر عیب دار ہو گی تو ان کے ہاتھ سے نہیں جائے گی۔ ورنہ بادشاہ چھین لے گا۔

- ❖ **آیت 80-81**

تو اللہ سبحانہ وتعالی کس طرح اپنے دوستوں کے لیے حسنِ تدبیر کرتا ہے۔ بظاہر تکلیف دہ معاملہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باطن میں اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔

تو مومن کے لیے اللہ کی تقدیر اپنی خواہش سے بہتر ہوتی ہے، یعنی بعض اوقات آپ کی خواہشات ہوتی ہیں۔ آپ دعائیں کرتے ہیں، مثلاً کوئی عورت پریگنینٹ ہوتی ہے وہ اپنے آنے والے بچے کے لیے دعائیں، اس کی صحت کے لیے، اس کی زندگی کے لیے بہت سی دعائیں کرتی ہے، بہت سے خواب دیکھتی ہے۔ میں اپنے بچے کو یہ بناؤں گی، ایسا اور ایسا کرونگی، لیکن جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بیمار ہوتا ہے یا معذور ہوتا ہے تو اسکے دل کے اندر ایک doubt آجاتا ہے کہ کیا میری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ یا مجھے دعائیں کرنی نہیں چاہیے۔

تو ایسا نہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ کو معلوم ہے۔ کہ ماں کیا چاہتی ہے اور بچے کے حق میں کیا بہتر ہے۔ یا پھر اس ماں ہی کے حق میں آئندہ اس بچے کی وجہ سے کتنی بھلائیاں لکھی ہوئی ہیں۔ جو اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔

تو یہاں پر بھی ہمیں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ بہت دفعہ ہماری دعاؤں کے برعکس ہمارے کام ہو جاتے ہیں۔

ہماری خواہشات کے برعکس چیزیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ ہم ایک چیز چاہتے ہیں اس سے محبت کرتے ہیں۔ وہ ہمیں حاصل ہی نہیں ہوتی۔

✧ قتادۃ کہتے ہیں کہ:

جب یہ لڑکا پیدا ہوا تھا تو اس کے والدین بہت خوش ہوئے تھے اور جب وہ قتل ہوا تو بہت غمگین ہوئے۔

آپ سوچئیے کہ ایک بیٹا ہو کسی کا، اور وہ بھی بڑی دعاؤں اور تمناؤں سے لیا گیا ہو۔ اور پھر اس کے بعد اس کو قتل کر دیا جائے۔ تو ماں باپ کے دل پر کیا بیتے گی۔ ایسے کئی واقعات آپ سنتے ہیں تو یہاں بھی یہی ہوا۔

لیکن یہاں حکمت کیا تھی؟

کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہتا تو اس کے والدین تباہ ہو جاتے۔

تو اللہ سبحانہ وتعالی، چونکہ والدین نیک تھے تو اللہ تعالی نے ان کو ایک بڑی آفت ومصیبت سے بچا لیا جو ان کے اپنے ہی گھر میں پیدا ہو گئی تھی۔

تو اس لیے انسان کو اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا چاہیے۔ کیونکہ مومن کے لیے اللہ کی تقدیر جسے وہ ناپسند کرتا ہے، بعض اوقات ہمارا دل بہت گھٹتا ہے نہ کہ یہ چیزیں ایسی کیوں ہو رہی ہیں، تو وہ اس تقدیر سے بہتر ہے جسے وہ پسند کرتا ہے یعنی بندہ جو چیز اپنے لیے چاہتا ہے۔، اس سے بہتر ہے جو اللہ کا فیصلہ ہوتا ہے۔ بظاہر تکلیف دہ ہی کیوں نہ ہو۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس بچے کو خضر علیہ السلام نے قتل کیا تھا، وہ کافر پیدا ہوا تھا اگر وہ زندہ رہتا تو اپنے والدین کو سرکشی اور کفر میں مجبور کر دیتا، تو ماں باپ کا بھی ایمان جاتا۔

کیونکہ بعض اوقات ماں باپ بچوں کی محبت کے ہاتھوں انہی کا دین یا انہی کے طریقے اختیار کر لیتے ہیں۔

اور یہاں یہ بھی یاد رکھیے کہ

کبھی بھی تقدیر کے فیصلوں میں اللہ کو الزام نہ دیں۔ کہ why me کہ اللہ آپ نے میرے لیے یہ کیوں لکھا یا؟ یا یہ چیز کیوں زندگی میں پیش کیوں آئی۔

✷ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ

ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے اللہ کے نبی ﷺ کون سا عمل افضل ہے ؟۔ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا، اس کی تصدیق کرنا، اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میں اس سے آسان عمل چاہتا ہوں (یعنی میرے میں اتنی ہمت نہیں کہ یہ سب کچھ کر سکوں) آپ نے فرمایا: عفو و درگزر کرنا اور صبر کرنا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا ارادہ تو اس سے بھی آسان عمل کا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تمہارے بارے میں جو فیصلہ کر دے اس پر اللہ تبارک و تعالی کو الزام نہیں دینا۔

یعنی کچھ بھی زندگی میں پیش آجائے تو یہی سوچنا کہ اس میں بھی کوئی خیر ہو گی۔ میرے رب نے مجھ پہ ظلم نہیں کیا۔

اس میں بھی کوئی حکمت ہے کوئی مصلحت ہے۔ رضيت بالله رباً

یعنی جب دل بھر آئے، جب دل پریشان ہو، جب چیزیں مرضی کے مطابق نہ ہوں تو یہ کلمہ اونچی آواز میں پکارتے رہا کریں۔ رضيت بالله رباً میں اپنے رب کے رب ہونے پر راضی ہوں مجھے کوئی اعتراض نہیں، میں بالکل بھی ناراض نہیں ہوں، تو اللہ سبحانہ و تعالی پھر اس شخص کا دل بھی رضا سے بھر دے گا۔ اور قیامت کے دن بھی اس سے راضی ہو جائے گا۔

❖ **آیت 81** یعنی والدین کے حق میں صلہ رحمی کرنے والا ہو۔

❖ **آیت 82**

خضر علیہ السلام نے خود کو کریڈٹ نہیں دیا، رب کی رحمت بتائی۔

یعنی یہ تو اللہ کے احکام تھے جو میرے پاس آئے تھے اور میں ان احکامات کی پیروی کر رہا تھا۔

تو اللہ تعالی کے احکامات دو طرح کے ہوتے ہیں۔

- ایک **شرعی احکامات** ہوتے ہیں جو پیغمبروں کو وحی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ قرآن کی شکل میں، حدیث کی شکل میں۔
- اور ایک **کونی احکامات**، تکوینی احکامات، یعنی جو کائنات سے متعلق ہوتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالی نے اپنے فرشتے مقرر کر رکھے ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعے وہ ان احکامات کی تعمیل کرواتا ہے۔

اب آپ دیکھیے کہ موسیٰ علیہ السلام کے لیے، حضرت خضر علیہ السلام ایک انسان کی شکل میں یہ سارے کام کر رہے تھے تو انہیں بڑی حیرت ہو رہی تھی کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے ؟ اور کیوں ہو رہا ہے ؟ یہ کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا۔

حالانکہ اس طرح کے بہت سے کام فرشتے ہر وقت کر رہے ہوتے ہیں۔ کسی کی جان لے رہے ہیں، کہیں عذاب لا رہے ہیں، کہیں بارش برسا رہے ہیں، کہیں کوئی بجلی کڑک رہی ہے، کہیں کچھ ہو رہا ہے تو ہم میں سے کوئی نہیں کہتا کہ this is unfair ہم کہتے ہیں this is part of life.

خضر علیہ السلام نے جب یہ کام کیے تو وہ ان کو عجیب لگ رہے تھے۔

لیکن جب بھی کوئی شخص اللہ کے حکم سے کوئی کام کرتا ہے وہ انسان ہو، وہ فرشتہ ہو، پیغمبر ہو۔ ہماری عقل میں اگر وہ نہیں سماتا، ہماری عقل سے وہ بالا ہے تو اس پہ بھی ہمیں اللہ کے فیصلوں پر راضی ہو جانا چاہیے، اس پر ایمان لے آنا چاہیے کیونکہ اسی کے اندر خیر ہوتی ہے۔

اور یہاں جو آخری واقعہ پیش آیا کہ جس بستی والوں نے انہیں کھانا نہیں دیا، وہاں خضر علیہ السلام نے ایک دیوار بنادی۔

یہ دیوار کیوں بنائی تھی؟

یتیم بچوں کے خزانے کو محفوظ کرنے کے لیے اور کہا جاتا ہے کہ ان بچوں کا باپ عالم تھا اور بچوں کے لیے بہت سی کتابیں چھوڑ کر گیا تھا جو اس دیوار کے نیچے تھیں۔

یعنی خزانے سے مراد صرف مال و دولت نہیں تھی بلکہ علم کا خزانہ تھا کیونکہ علم کی دولت دنیا کی دولت سے کہیں زیادہ بہتر ہوتی ہے باقی دولت تو انسان کے ہاتھ سے چلی جاتی ہے لیکن علم جو ہے وہ انسان کے ساتھ قبر میں بھی جاتا ہے۔

یہاں سے ایک اور بڑی اہم بات پتہ چلتی ہے کہ نیک آدمی کے اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے، یعنی آپ اگر نیک کام کرتے ہیں، اچھے کام کرتے ہیں اور اس کا صلہ آپ کو اپنی زندگی میں نظر نہیں آتا تو آپ اولاد کی خوشی کے شکل میں دیکھیں گے۔

اور والدین کی نیکیوں اور ان کی عبادت کی برکت سے اولاد کو دنیا اور آخرت میں بھلائیاں لیتی ہیں۔

کیونکہ دنیا میں وہ ان کے نام سے کماتا ہے اور آخرت میں وہ والدین کی سفارش کا بھی حقدار ہو سکتا ہے یعنی اگر اولاد اتنی نیک نہیں ماں باپ بہت نیک تھے تو اولاد کے حق میں سفارش کریں جیسے حافظ قرآن کو شفاعت کا حق ملے گا یا اسی طرح اور بھی۔

اور پھر اولاد کے جنت میں بھی درجے بلند کیے جائیں گے اپنے والدین کی ملاقات کے لیے، اور والدین کی نیکیوں کے سبب اولاد کی بعض پریشانیاں بھی دور ہوتی ہیں، ان کی دعائیں بھی، جب اولاد کے حق میں قبول ہوتی ہیں، تو والدین کے لیے باعث اطمینان ہوتی ہیں۔

کسی کا کہنا ہے کہ:

جب بھی میں کسی سلجھے ہوئے اور خوشحال نوجوان کو دیکھتا ہوں تو مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا باپ صالح اور نیک آدمی ہو گا، تب ہی یہ بچہ اتنا سلجھا ہوا ہے۔

اور مجھے اس آیت کی صداقت نظر آنے لگتی ہے کہ

وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا

تو باپ اگر نیک ہو تو فائدہ دنیا میں ہی اولاد کو ہونے لگتا ہے۔

◇ ڈاکٹر نبیل عِوَضی کہتے ہیں کہ :

مجھے جب نوافل کی ادائیگی میں سستی اور کاہلی ہونے لگتی ہے تو مجھے اپنے بیٹے کی دنیا کی پریشانیاں یاد آتی ہیں کہ کہیں نوافل کی ادائیگی میں میری سستی اولاد کی پریشانی کا باعث نہ بنے۔

یعنی بچے ایگزام کے لیے پریشان ہیں، پڑھائی میں، بزنس میں، جاب میں، اپنی فیملی لائف میں، اپنے بچوں کی وجہ سے پریشان ہیں۔

آپ دیکھیے کہ

جب والدین بزرگ ہو جاتے ہیں تو پھر ان کا کام کیا رہ جاتا ہے، دعائیں اور نوافل، اور عبادت اور بچوں کی خیر، اور سب سے زیادہ تڑپ کر جو ماں باپ کی دعائیں ہوتی ہیں وہ اولاد ہی کے لیے نکلتی ہیں۔

اسی لیے وہ کہتے ہیں وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا

ماں باپ نیک ہوں گے خصوصا اگر باپ نیک ہو گا تو اس کے اثرات ہونگے یہ نہیں کہ ماں کے نہیں ہونگے لیکن چونکہ یہاں باپ کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس لیے ظاہری معنی کے اوپر لیا ہے۔

✧ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب رات میں نوافل ادا کر رہے ہوتے تھے تو اپنے چھوٹے بچے کو سویا ہوا دیکھ کر کہتے تھے من اَجلِکَ یا بنی

اے میرے بیٹے یہ تیرے روشن مستقبل کے لیے ہے یعنی میں نوافل اس لیے پڑھ رہا ہوں۔ اور روتے ہوئے اللہ تعالی کا یہ قول پڑھتے تھے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا

کہ ان بچوں کا جن کا خزانہ محفوظ ہوا تو ان کا باپ نیک تھا، تو میں اس لیے نیک بن رہا ہوں تاکہ میری اولاد کو پریشانی نہ ہو۔

✧ ابن مصعب کہتے ہیں:

اے میرے بیٹے بے شک میں نے تیرے فائدے کی خاطر اپنی نماز کی رکعتیں یا قیام زیادہ کر لیا، یعنی بچوں کے فائدے کے لیے نمازیں زیادہ کر لیں اور یہ نوافل، فرض تو سب کے اپنے اپنے ہی ہوتے، زیادہ کر لیے اس امید پر کہ تمہارے بارے میں میری حفاظت کی جائے گی کہ مجھے تمہاری طرف سے کوئی پریشانی نہیں دیکھنی پڑے گی۔

یاد رکھیے:

اولاد کی پریشانی ماں باپ کو اپنی پریشانی سے بھی آگے ہوتی ہے وہ اپنے آپ کو بھول جاتے ہیں، اپنا دکھ بھول جاتے ہیں لیکن بچوں کا دکھ ان سے دیکھا نہیں جاتا۔

تو پھر وہ یہی آیت تلاوت کرتے تھے کہ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا

یاد رکھیے

جب اپنے بچوں کے اندر کوئی خرابی دیکھیں، ان کے اندر بگاڑ دیکھیں، ان کے اندر دین سے دوری دیکھیں، تو اپنی نماز، اپنی عبادت، اپنا صدقہ خیرات، اپنی اصلاح کی طرف توجہ دیں تو ان شاء اللہ جب آپ کے اندر خیر آئے گی تو وہ خیر بچوں میں بھی ٹرانسفر ہو گی، وہ بھی اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔

اکثر لوگ بچوں کو یہ طعنہ بھی دیتے ہیں کہ تم کیا ہو، تم تو اپنے ماں باپ کی وجہ سے ہی سب کچھ ہو، تو یہ ہر ایک کے لیے ہوتا ہے، کسی ایک خاص بچے کے لیے نہیں ہوتا۔

سب بچے اپنے ماں باپ ہی کی وجہ سے کچھ بنتے ہیں، یعنی اللہ کا فضل تو obliviously ہر ماں باپ پر ہوتا ہے کہ وہ بچوں پر محنت کرتے ہیں لیکن بچے والدین ہی کی وجہ سے آگے بڑھتے ہیں، والدین ہی ان کو یہودی، یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں، یا پھر یہ کہ دین فطرت پر لے آتے ہیں، ایک بہت بڑا کردار ہوتا ہے ماں باپ کا پیرینٹنگ میں

یہ اصول ہمیشہ یاد رکھیں، ہم بظاہر بہت سارے طریقے اختیار کرتے ہیں لیکن یہ والی بات بھول جاتے ہیں کہ اگر بچہ جھوٹ بول رہا ہے تو کہیں ہم نے تو نہیں بولا، بچے نے کوئی چیز آگے پیچھے کی، ہیرا پھیری کی ہے تو کہیں ہم نے ماضی میں تو نہیں کی تھی کہیں بچپن میں ہم نے بھی ایسا غلط کام نہیں کیا تھا۔

ان شاء اللہ جب آپ اپنی اصلاح کر لیں گے، اپنی غلطیوں پر توبہ کر لیں گے تو پھر آپ کے بچوں کے اندر بھی خیر ہو گی۔

❖ آیت 85

یعنی ذی القرنین نے کچھ اسباب اختیار کیے۔

کیونکہ اللہ تعالی نے اس کو زمین میں بادشاہت عطا کی تھی اور طرح طرح کے وسائل، ریسورس بھی دے رکھے تھے۔

توجب اللہ تعالی وسائل دے، اختیار دے، اقتدار دے تو انسان کو اچھے اچھے کاموں میں ان سب چیزوں کو استعمال کرنا چاہیے۔

❖ **آیت 86** یعنی ہم نے تمہیں اتھارٹی دی ہے کہ چاہے تم ان کو سزا دو یا ان پر احسان کرو، کوئی فرق نہیں پڑتا ہم تم سے نہیں پوچھیں گے۔

❖ **آیت 87** یہ ہے انصاف کی بات۔

❖ **آیت 88** یعنی نیک لوگوں کے لیے زندگی میں دنیا میں بھی آسانیاں ہوتی ہیں۔

❖ **آیت 89** یعنی کچھ اور اسباب اختیار کیے۔

❖ **آیت 90** یعنی مشرقی کنارے پر جا پہنچا۔

❖ **آیت 94** یعنی ہماری مدد کریں۔

❖ آیت 95

منصف بادشاہ تھا۔ تو جو منصف بادشاہ ہوتے ہیں وہ لوگوں کی خیر کا پیغام لے کر جاتے ہیں نہ کہ وہاں سے کچھ فائدے سمیٹنے جاتے ہیں۔

تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ

ایک عادل بادشاہ جو ہے وہ اپنی رعایا کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔

ان کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، ان کی سرحدوں کی اصلاح کرتا ہے۔

جس مال کو وہ بیت المال میں جمع کرتا ہے اس مال کو اچھے پروجیکٹ میں استعمال کرتا ہے۔

اور اچھا انتظام کرنے کے لیے **بادشاہ پر تین شرائط** عائد ہوتی ہیں۔

پہلی بات اس خزانے میں سے اپنے لیے کچھ خاص نہ کرے، یعنی اس خزانے پر اپنا ذاتی تصرف نہ کرے اور یہ نظر نہ رکھے کہ میں اس سے کیا فائدہ اٹھاؤں۔

دوسرا یہ ہے کہ سب سے پہلے ضرورت مندوں پر خرچ کرنے سے ابتداء کرے اور ان کی مدد کرے، غریب لوگ اور محتاج سے آغاز کرے۔

تیسرا لوگوں کے مرتبوں کے مطابق عطیات دینے میں مساوات سے کام لے یعنی جو لوگ اس مملکت میں بڑے بڑے کام کر رہے ہوں ان کو جب کوئی سیلری یا کوئی گفٹ یا appreciation کے لیے کوئی ٹوکن دیا جائے تو سب کے ساتھ مساوات بھی برتی جائے۔

لیکن جو رعایا کی ضرورت پوری نہ کرے اس کے لیے وعید بھی ہے۔

✷ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

اللہ عزوجل جس شخص کو مسلمانوں کے امور کا والی یا ذمہ دار بنائے اور پھر وہ ان کی ضروریات، حاجت مندی، فقیری میں ان سے ملنے سے گریز کرے تو اللہ تعالی بھی اس سے حجاب فرمالے گا جب کہ وہ ضرورت مند ہو گا، محتاج ہو گا اور فقیر ہو گا۔

❖ آیت 96

تو اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ذی القرنین نے سارا کام اپنے ہاتھ میں نہیں لیا ہوا تھا بلکہ اس کو delegate کیا اور سب کا تعاون بھی حاصل کیا، تو جو لوگ مل جل کر کام کرتے ہیں کوئی چادریں لا رہا ہے اور کوئی ان کو تپا رہا ہے اور کوئی تانبہ پگھلا رہا ہے اور پھر کوئی الٹا رہا ہے تو اس سے کیا ہوتا ہے کہ بہت بڑے بڑے کام ہو جاتے ہیں

اور جب ہم اکیلے ہی سب کام کرنے کو چل پڑتے ہیں اور اپنے ہی ہاتھ میں سب کچھ لے لیتے ہیں تو پھر بڑا کام نہیں ہو سکتا۔

اس لیے نیکی کے کاموں میں جہاں دوسروں سے تعاون کرنا چاہیے وہاں دوسرے سے تعاون بھی خوشی سے لینا چاہیے، ان کو ویلکم کرنا چاہیے ان کے آیڈیاز کو ویلکم کرنا چاہیے، ان کی مدد لینے کو خوشی کا باعث سمجھنا چاہیے کہ آپ ان کو نیکی کا موقع دے رہے ہیں۔

کیونکہ ہم بعض اوقات یہ کہتے ہیں کہ کیا کسی کو تکلیف دینی ہے، اس کو کیا کہنا۔ نہیں جب آپ کسی کو کچھ کہتے ہیں تو اس کو بھی ایک اچھے کام کا موقع ملتا ہے۔

بعض لوگ ہوتے ہیں ان کو نیکی کے کام کے اور بڑے بڑے کاموں کے بہت خوبصورت آیڈیاز آتے رہتے ہیں لیکن کچھ لوگوں کا دماغ اس طرح کام نہیں کرتا، کچھ لوگ دور تک دیکھ سکتے ہیں چیزوں کو اور کچھ لوگوں کو قریب کی چیز سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے کیا کرنا ہے۔

تو ایسے میں جن لوگوں کو اللہ تعالی نے ذہنی صلاحیت دی ہو، لیڈر شپ کے مقام پر فائز کیا ہو، ان کو چاہیے کہ وہ بندوں سے کام لینا بھی جانیں۔

یہ بہت بڑی خصوصیت ہوتی ہے کہ آپ کسی کو کام پر لگا دیں۔

ایک یہ ہے کہ آپ خود محنت مزدوری کریں جیسے کوئی مزدور کر رہا ہوتا ہے، ایک یہ ہے کہ کوئی ایسا بزنس شروع کرتا ہے کہ ہزار لوگوں کو اپنا employee ، یعنی ان کو محنت مزدوری پر لگا دیتا ہے، ان کی جاب نکال دیتا ہے اس میں سے ظاہر ہے یہ بڑا کام ہے۔

ہمیشہ صرف خود ہی کام کرنے کا نہ سوچیں دوسروں کو بھی کام لگائیں۔

اسی طرح گھر کے اندر اپنے بچوں کو بھی کام لگائیں اور اکھٹے کام کرنے سے باہم محبت بھی پیدا ہوتی ہے۔

❖ **آیت 98** یعنی میرے رب کے سامنے تو یہ دیوار کچھ بھی نہیں ہے۔

❖ **آیت 99** یعنی قیامت کے دن

❖ **آیت 100** حشر ہو جائے۔ حشر کا مطلب ہوتا ہے جمع کرنا۔

❖ **آیت 101** یہ دو faculties جو استعمال نہیں کرتا رب کو پہچاننے کے لیے اور رب کی یاد کے لیے تو پھر وہ بہت ناشکرا انسان ہوتا ہے۔

❖ آیت 103-104

یعنی جو کام بھی کرتے ہیں لیکن انہیں ان کے کام کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا بلکہ الٹا نقصان ہی ہو گا۔

ان کی نیت، ارادہ، ھم غم سب کچھ صرف دنیا تھی، اور جو کچھ انہوں نے کیا وہ صرف دنیا کے فائدے کے لیے تھا۔

اپنے کاموں پر، اپنی کارکردگی پر، اپنی پرفارمنس پر بڑے خوش بھی ہیں۔

تو اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ

کچھ لوگ کام تو کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود ان کی ساری محنت ضائع ہو جاتی ہے، اچھا کرنے کے باوجود ان کو حاصل کچھ نہیں ہوتا۔

وجہ؟

عقیدہ کی خرابی، ریاکاری، اللہ کے لیے کام نہ کرنا، اللہ کی رضا کے لیے محنت نہ کرنا بلکہ صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے تاکہ لوگ تعریف کریں۔

یہ چیز بچپن سے ہی بچوں کے دل میں ڈالنی چاہیے۔ ہم ایک جملہ بڑا بولتے ہیں بغیر سوچے سمجھے دیکھو لوگ کیا کہیں گے۔ میری ناک کٹ جائے گی، تمہارا خاندان کیا کہے گا، تمہیں کوئی قبول نہیں کرے گا، تمہیں کوئی پوچھے گا نہیں۔

ہر وقت لوگوں کی پریشانی انکے دل پر ڈالتے ہیں کہ لوگوں کی نظر میں اچھے بن جاؤ، لوگ اگر تمہیں اچھا سمجھ لیں گے تو تم کوئی چیز ہو گئے اور اگر لوگوں نے تمہیں ریجیکٹ کر دیا تو تم کچھ بھی نہیں۔

کتنا عارضی سہارا ہے اور کتنا بڑا دھوکہ ہے اور کتنے بڑے نقصان کی بات ہے۔

ساری دنیا بھی اگر کسی کو ریجیکٹ کر دے اور حقیر سمجھنے لگے لیکن اگر اس کا مقام اللہ کی نگاہ میں بلند ہے تو اس کو کوئی بھی نقصان نہیں۔

لیکن اگر ساری دنیا بھی کسی کے تعریفوں کے پل باندھ دے اور اس کو بڑے بڑے ایوارڈ سے نوازے لیکن اگر اللہ کے یہاں اس کا کوئی مقام نہیں تو اس کا کوئی مقام نہیں۔

اس لیے جو کچھ کریں اللہ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے کریں صرف اپنے لیے نہیں۔

بچوں کے دل میں بھی اللہ کا خوف پیدا کریں کہ اللہ کو کیا جواب دیں گے یہ ڈر نہیں پیدا کریں کہ لوگ کیا کہیں گے۔ یہ ایک بہت کمزور بنیاد ہے کہ جس کے اوپر کوئی کھڑا ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایمان کے بغیر نیک اعمال قبول نہیں ہوتے کیونکہ شرک کرنے سے سارے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں، کفر اعمال کو ضائع کرنے کا سبب ہے۔

شرک اصغر کیا ہے؟

ریاکاری۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے تمہارے حق میں سب سے زیادہ شرک اصغر کا خوف ہے۔ صحابہ نے عرض کیا شرک اصغر کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ریاکاری۔

اللہ عزو جل قیامت کے دن جب لوگوں کو بدلہ دے گا تو ریاکاروں سے کہے گا ان ہستیوں کی طرف چلے جاؤ جن کے سامنے دنیا میں تم ریاکاری کرتے تھے اور دیکھو کیا تم ان کے پاس کوئی بدلہ پاتے ہو۔

❖ آیت105

یعنی آخرت کی فکر کے بغیر، اللہ پر ایمان کے بغیر کوئی کتنا بھی بڑا کام کر لے اس کو اس کا اجر ملنے والا نہیں۔

کفار کے اچھے برے اعمال نہیں تولے جائیں گے۔

میزان مومنوں کے لیے یا پھر منافقین کے لیے ہے کفار کا سیدھا ہی فیصلہ کر دیا جائے گا کیونکہ ان کا ایمان ہی نہیں تھا تو جو کچھ اچھے یا برے کام کیے سب ہی برابر ہو گئے۔

❖ آیت107-108

ایمان لا کر عمل صالح کرنے والوں کی جزا۔

جنت میں کوئی بوریت نہیں ہے۔

بوریت دنیا میں ہوتی ہے کیونکہ اس کا مزہ محدود ہوتا ہے لیکن جنت میں لوگوں کا اتنا دل لگے گا کہ وہاں سے ہلنا بھی نہیں چاہیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے تو تھک نہیں جائیں گے بور نہیں ہوں گے؟

بوریت جب ہوتی ہے جب ہمارے اندر انجوائے کرنے کی صلاحیت نہیں ہوتی، جب ہم دیکھ نہیں پاتے تو دنیا کی رونقیں بیکار ہو جاتی ہیں، اسی طرح جب ہماری capacity نہیں ہوتی کسی چیز کو انجوائے کرنے کی تو پھر وہ چیزیں ہم پر بوجھ ہو جاتی ہیں۔

جنت میں انجوائے کرنے کی capacity بھی بڑھ جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ نعمتیں بھی بہت زیادہ ہوں گی۔

❖ آیت110

رب کی ملاقات کا شوق ہے تو اچھے اچھے کام کرو بہترین چیزیں تیار کرو ساتھ لے جانے کے لیے۔

رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرے یعنی ریاکاری نہ کرے کوئی دکھاوا نہ کرے۔ کسی اور کے لیے اچھے کام نہ کرے۔

سورت مریم

❖ آیت4

پکارنے کا انداز ہے۔

اللہ کو پکارتے ہوئے انسان کو عاجزی اور انکساری کا اظہار کرنا چاہیے۔ اپنے حال کا بھی ذکر کرنا چاہیے، اپنے دکھوں کا بھی بتانا چاہیے، اپنے concerned بتانے چاہیں اور پھر امید کا اظہار بھی کرنا چاہیے کہ یا اللہ میں تجھ سے دعا کر کے کبھی محروم نہیں رہا۔

عام لوگوں کا حال کیا ہوتا ہے جب ذرا زیادہ دعائیں کر لیتے ہیں تو کہتے ہیں اتنی دعائیں کی ہیں میری نہیں سنی جاتی، میری نہیں سنی جائے گی۔ لہذا دعا کرنا چھوڑ دیتے ہیں۔

جب کہ پیغمبروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے وہ دعا کر کے کہتے ہیں کہ ہم کبھی محروم نہیں رہے، ہمیں یقین ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں آج نہیں تو کل ہوں گی، کتنے پر امید ہیں یہ۔

اور یہ ہے کہ گزشتہ زندگی میں بہت سی دعائیں ان کی قبول بھی ہوئی ہوں گی تو اس بناء پر کہا کہ میری تو آج تک بہت دعائیں قبول ہوئی ہیں۔

ہماری زندگی میں جب بہت سی دعائیں قبول ہوتی ہیں تو ان کو تو بھول جاتے ہیں ان کا ذکر نہیں کرتے کہ اللہ نے اتنا کچھ دیا ہے جو مانگا وہ سب دیا ہے، تو آئندہ بھی دے گا۔

مثبت سوچ بہت بڑی نعمت ہے جو انسان کو بہت سے غموں، فکروں سے نجات دیتی ہے۔

دعا کا ایک ادب ہے کہ انسان عاجزی اور انکساری اختیار کرے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے تو یوں دعا کرتے۔

اللَّهُمَّ أَنْتَ عَضُدِي، وأَنْتَ نَصِيرِي، بِكَ أَحُولُ، وَبِكَ أَصُولُ، وَبِكَ أُقَاتِلُ

اے اللہ تو میرا بازو ہے، تو میرا مددگار ہے، تیری ہی دی ہوئی قوت کے ساتھ میں تدبیر کرتا ہوں، تیری ہی دی ہوئی طاقت کے ساتھ میں حملہ کرتا ہوں، تیری ہی مدد سے میں لڑائی کرتا ہوں۔

یعنی اللہ تعالی کو اتنا قریب پاتے تھے اور اسی سے ساری باتیں کر رہے ہوتے تھے۔

تو دعا کے معاملے میں اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ حسن ظن رکھنا چاہیے اور پوری یقین سے دعا کرنی چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کے لیے کوئی بھی کام مشکل نہیں ہے ہمیں مشکل ہے۔

✷ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اسے چاہیے کہ وہ پختہ یقین کے ساتھ سوال کرے، وہ اس طرح ہر گز نہ کہے کہ اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے عطا کر دے، (یعنی تو چاہتا تو دعا قبول کر لے ورنہ نہیں تو نہیں۔) بے شک اللہ کی ذات کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالی قبول کرتا ہے تو اپنی رضا سے ہی کرتا ہے۔

❖ آیت 6

آپ دیکھیے کہ پیغمبروں کی دعائیں کیا ہوتی ہیں اور ان کی لوگوں کے لیے خیر خواہی کیا ہوتی ہے۔

لوگوں کی اصلاح اور دین کی سربلندی کے لیے وارث مانگ رہے ہیں۔

انہیں یہ ڈر نہیں تھا کہ ان کے پیچھے کوئی بہت بڑی جائیداد چھوڑے جا رہے ہیں کہ جس کو سنبھالے گا کون یا ان کا مال ومتاع کون دیکھے گا۔

نہیں انہیں فکر یہ تھی کہ ان کے اس مشن کا وارث کون بنے گا۔

یہ جو میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں میرے بعد کون بلائے گا اور میں اب تک اپنے خاندان اور بنی اسرائیل کو سنبھالے ہوئے ہوں اس کو مسلسل گائیڈ کرتا ہوں تو مجھے اپنے بعد ان میں سے کوئی نظر نہیں آتا جو اس کام کو آگے لیکر چلے گا تو مجھے ہی بیٹا عطا کر جس کی میں ایسی پرورش کروں جو اس مشن کا وارث ہو جائے۔

یہاں ہم سب کو بھی اللہ تعالی سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالی ہمیں نیک اولاد عطا فرمائے اور ہماری نسلوں میں ایسے لوگ ہوں جو اللہ کے ولی ہوں اور اللہ کے دوست ہوں۔

کیونکہ وہ کہتے ہیں۔فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا

❖ **آیت 7** یہ ایک واحد نام ہے جو اللہ تعالی نے خود رکھا۔اور یہ بالکل unique نام تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالی نے نہ صرف دعا قبول کی،انہیں عزت بخشی،انہیں بیٹا دیا،اور اس کا نام بھی خود رکھا اتنی اچھی طرح دعا قبول کی۔

❖ **آیت 9** اگر تمہیں پیدا کیا ہے تو تمہارا بیٹا بھی ہو سکتا ہے۔

❖ **آیت 10** یعنی تمہاری زبان بند ہو جائے گی۔

❖ **آیت 11** جب اللہ تعالی کوئی نعمت دے تو اللہ ہی کی تعریف بیان کرنی چاہیے۔

❖ **آیت 12** تورات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہو جاؤ۔

سبحان اللہ۔اللہ کی دین ہے بعض بچے بچپن میں ہی بہت mature اور سمجھدار ہوتے ہیں اور والدین کو بھی سمجھا رہے ہوتے ہیں۔

❖ **آیت 14** یحیی علیہ السلام کی صفات یہاں بھی ہیں اور سورت آل عمران میں بھی بیان ہوئی ہیں۔

اللہ تعالی دعائیں قبول کرتا ہے تو کیسے اچھے طریقے سے کرتا ہے کہ انہیں بیٹا بھی دیا اور اس کے ساتھ وہ ساری qualities دیں جو شاید ان کے بھی ذہن میں نہیں تھیں اور اس کام کے لیے ضروری تھیں ان سب صفات کے ساتھ ان کو پیدا کیا۔

❖ **آیت 15**

یاد رکھیے

یہ **تین مواقع بڑی وحشت** کے مواقع ہوتے ہیں۔

✧ جب انسان ماں کے پیٹ سے دنیا میں آتا ہے تو روتا ہے ایکدم اس کو وحشت ہوتی ہے کہ کہاں آگیا ہوں کیونکہ وہ اب تک comfort zone میں ہوتا ہے اتنا محفوظ ہوتا ہے اتنی cozy جگہ پر ہوتا ہے ایکدم وہ دنیا میں آتا ہے۔تو اس کے لیے تکلیف دہ ہوتا ہے۔

✧ دوسرے جب موت کا فرشتہ آتا ہے انسان ایسی چیز دیکھتا ہے جو اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔موت کا،نزع کا اور قبر تک جانے کا بڑی وحشت کا دن ہوتا ہے جس میں دوسرے ہی لوگ اس کو نہلا رہے ہوتے ہیں اور کفنا رہے ہوتے ہیں اور قبر میں اکیلے رکھ رہے ہوتے ہیں تو وہ بھی وحشت کا دن ہے۔

✧ تیسرے جب انسان قبروں سے سو کر اٹھیں گے یعنی قبروں سے نکلیں گے، حشر کے میدان میں لوگ گتھم گتھا ہو رہے ہوں گے اور ہر طرف ایک عجیب سی کیفیت ہو گی ہر چیز بدل چکی ہو گی ہر چیز تبدیل ہو چکی ہو گی تو وہ بھی وحشت کا دن ہو گا۔ تو اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے یحییٰ علیہ السلام کے لیے ان تینوں دنوں میں سلامتی کا وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے ان تینوں اوقات میں وحشت نہیں ہو گی۔

اپنے لیے بھی دعا مانگیں

یا اللہ ہمارے لیے بھی موت کے دن، قبر میں اور آخرت میں وحشت نہ ہو، ہمیں تو اپنی طرف سے سلامتی سے نوازنا۔ آمین

❖ **آیت 16** تفصیل اس کی سورت آل عمران میں گزر چکی ہے۔

❖ **آیت 18** کیونکہ ان کا کبھی کسی مرد سے interaction نہیں ہوا تھا اور وہ عبادت کے لیے آئیں تھیں تو اپنی عبادت گاہ میں ایک مرد کو دیکھ کر بہت پریشان ہو گئیں، تو انہوں نے اس مرد کے شر سے پناہ مانگنے کے لیے اللہ عزو جل کا خوف دلایا (انہیں پتہ نہیں تھا کہ یہ فرشتہ ہے) کہ تم اللہ سے ڈور۔

❖ **آیت 20** یعنی کوئی سبب نہیں ہے بیٹا پیدا ہونے کا۔

❖ **آیت 23** یعنی تکلیف بھی تھی اور اس بات کا خوف بھی تھا کہ اب اس بچے کو لیکر جائیں گی کہاں اور وہ خود اتنی پرہیز گار اور نیک مشہور تھیں تو ایک نیک پاک دامن عورت سے ایک ایسی چیز کی توقع کوئی بھی نہیں کرتا تو انہیں اپنی عزت کا بھی بہت خوف تھا۔

غمگین بھی تھیں اور تکلیف میں بھی تھیں.

Physical illness and emotionally بھی پریشان تھیں۔

❖ **آیت 25**

یاد رکھیے

رزق کے لیے اسباب اختیار کرنا ضروری ہیں۔

یعنی کھجوریں تھیں لیکن ہلانی خود پڑیں گی، رزق اللہ کی طرف سے آتا ہے اوپر سے آتا ہے لیکن محنت انسان کو کرنی پڑتی ہے اور وہ محنت اس تکلیف کے وقت میں بھی ان کو کرنی پڑ رہی تھی اور اس لیے بھی کہ اس وقت ایک ورزش بھی ہو جائے اور طاقت بھی ملے۔

زچہ کے لیے کھجور سب سے بہترین چیز ہے پانی اور کھجور۔

آج کل آپ دیکھ رہے ہیں کہ افطار کے وقت اتنے لمبے دن کے بعد پانی اور کھجور کے بعد ایسا لگتا ہے کہ سیر اب ہو گئے ہیں اور کچھ کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

کیا برکت ہے رمضان کی اور کیا برکت ہے سحری کھانے کی اور کیا برکت ہے افطار کی۔ سبحان اللہ۔

ایک عجیب تجربہ ہے آپ سب ہی اس سے گزر رہے ہوں گے اور رمضان آنے سے پہلے سب ہی ڈرے ہوئے تھے کہ رمضان میں کیا ہو گا؟ لنچ ٹائم پر بڑی سخت بھوک لگتی ہے، کہاں غائب ہوئی ہے وہ بھوک ساری۔ یہ اللہ کی رحمت ہے اور یہ ایک زبردست روحانی تجربہ ہوتا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر سال ہمیں کرواتے ہیں Physically بھی اور روحانی طور پر بھی اور جذباتی طور پر بھی تزکیہ کرتے ہیں بندوں کا۔ تو رمضان ایک بہت بڑی نعمت ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی۔

بہر حال یہاں جو بات کی جا رہی ہے وہ یہ کہ انسان رزق کی تلاش میں کوئی نہ کوئی سبب، حیلہ کرے بیٹھا نہ رہے۔

میں اللہ پر توکل کرتا ہوں کچھ آ ہی جائے گا ٹپک ہی پڑے گا، نہیں۔ کچھ نہ کچھ کوشش کرنی پڑتی ہے۔

❖ آیت 26

اب آئے گی الزامات کی بوچھاڑ اس کے جواب میں خاموشی۔ کتنا زبردست حل بتایا گیا ہے۔

ان کی شریعت میں چپ کا روزہ ہوتا تھا، شکر ہے ہماری میں نہیں ورنہ ہم دورہ قرآن کیسے کرتے۔

ایک اور بات یہ کہ چپ اللہ کے لیے اور بولنا بھی اللہ کے لیے۔

اصل عبادت یہی ہوتی ہے کہ جو چیز اللہ تعالی پسند کرے اس کو اس وقت پر کر لینا یہی اصل چیز ہے یہی اصل اطاعت ہے۔

اس میں عقل یا logic یہ ساری چیزیں کام نہیں کرتی، اس میں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ اللہ تعالی کیا چاہتے ہیں۔

کس مقرر وقت پر اللہ تعالی آپ سے کیا چاہتے ہیں، سحری کے وقت کھانا روک دیں، افطاری کے وقت بھوک روک دیں کچھ نہ کچھ ضرور کھائیں چاہے پانی کا ایک گھونٹ ہی کیوں نہ ہو۔

یہاں پر اللہ سبحانہ وتعالی نے ان کو یہ کہا کہ آپ نے بولنا نہیں بس چپ رہنا ہے۔

❖ آیت 27 یہ تو کچھ اچھا نہیں کیا تم نے

❖ آیت 30

سبحان اللہ گود میں جو بچہ ہے پنگھوڑے میں جو بچہ ہے اس کو نبوت عطا کر دی گئی ہے کہ بڑا ہو کر اس کا کام کیا ہو گا۔

خاص طور پر عیسی علیہ السلام کی زبان سے جو کہلوایا گیا۔ قَالَ إِنِّي عَبۡدُ ٱللَّهِ

میں اللہ کا بندہ ہوں۔

جب بھی کوئی کرسچن آپ سے ملے اور عیسی علیہ السلام کی پوزیشن پوچھنا چاہے کہ ہمارے دین میں کیا ہے؟ تو اس کو سورت مریم پڑھنے کے لیے دیا کریں۔

کہ ہماری کتاب حضرت مریم علیھا السلام کے بارے میں کیا کہتی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتی ہے۔

❖ آیت 31

کچھ لوگ خیر کی کنجیاں ہوتے ہیں جہاں جاتے ہیں خیر پھیلاتے ہیں، جہاں جاتے ہیں دوسروں کی مدد کرتے ہیں، جہاں جاتے ہیں دوسروں کی خوشی اور آرام کا سبب بنتے ہیں ایسے لوگ مبارک ہوتے ہیں۔

اور کچھ لوگ شر کی کنجیاں ہوتے ہیں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں۔

یہ بات حدیث کے مفہوم سے اخذ کی گئی ہے۔

کچھ لوگوں سے آپ خیر کی توقع کر ہی نہیں سکتے وہ آئیں گے تو آپ گھبرا اٹھیں گے پتہ نہیں یہ اب کیا بات کریں گے کون سا طعنہ دیں گے کہاں نقصان دے دیں گے اور کس چیز پر تنقید شروع کر دیں گے اور کیا چیز خراب کر کے جائیں گے تو یہ ساری چیزیں شر سے تعلق رکھتی ہیں۔

اب یہاں پر آپ دیکھیں کہ اللہ نے ان کو مبارک بنایا جہاں بھی میں ہوں۔وَجَعَلَنِي مُبَارَكًا أَيْنَ مَا كُنتُ

❖ آیت 32

والدین نہیں صرف والدہ کیونکہ والد تو تھے ہی نہیں۔

تو اس میں آپ دیکھیے کہ ایک طرف حقوق اللہ اور دوسری طرف حقوق العباد۔

اللہ کی عبادت میں صلوٰۃ اور زکوٰۃ اور پھر ماں کے ساتھ حسنِ سلوک اور کسی کے ساتھ برا نہیں کرنا۔وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا

ان صفات کا خاص طور پر کیوں ذکر کیا؟

کیونکہ بنی اسرائیل کے اندر یہ چیزیں ختم ہو چکی تھیں۔ آج امت مسلمہ کا یہی حال ہے۔

نماز ختم ہو گئی ہے، زکوٰۃ ختم ہو گئی ہے آپ کسی وقت بھی جا کر مسجدوں میں دیکھیں کتنے لوگ ملیں گے۔

گھروں کے اندر آپ دیکھیں کہ کیا اہتمام ہے نماز کا اور پھر دوسری طرف زکوٰۃ بھی من مانے طریقے جو دینا ہے چیرٹی میں دیتے رہتے ہیں۔

باقاعدہ Calculation کر کے زکوٰۃ سالانہ نہیں نکالتے کیونکہ زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک اس کی نیت نہ ہو، جب تک اس کا حساب کتاب نہ ہو اور جب تک وہ ان لوگوں کو نہ دی جائے جن کو دینا ضروری ہے فریضہ ادا نہیں ہوتا۔

اور دوسری طرف والدین کے ساتھ اچھا سلوک، آج اولاد کیا کر رہی ہے، ہم سب جانتے ہیں۔

بنی اسرائیل جو تھے اس کے اندر یہی خرابیاں پیدا ہو چکی تھیں تو خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام ان خوبیوں کو لے کر آئے تھے۔

اور والدہ کا خیال اس لئے بھی کہ ان کے معاشرے میں بھی عورت بڑی کمزور تھی عورت کے حقوق نہیں تھے تو عیسیٰ علیہ السلام نے جب کہا کہ اپنی والدہ کے ساتھ اچھا سلوک کروں گا تو یہ اصل میں عورت کے حقوق کی ہی ایک بات ہے۔

❖ آیت 33

وہی تین مواقع ہیں وحشت کے جن میں سلامتی کی بات ہو رہی ہے۔

❖ آیت 39

حسرت کہتے ہیں شدید ترین ندامت کو اور ایسی چیز پر مرمٹنا جو انسان سے چھوٹ گئی ہو اور اسے پکڑنا ممکن نہ ہو۔

کوئی opportunity ہاتھ سے نکل جائے، کوئی بہت قیمتی چیز اس سے فوت ہو جائے۔

تو قیامت کے دن کو یوم الحسرۃ اس لئے کہا گیا ہے کہ اس دن سب اپنی کوتاہیوں پر سخت نادم ہوں گے حتیٰ کہ مومن بھی نادم ہوں گے کہ اس دن انسان سوچے گا کہ میں نے اپنا فلاں وقت کیوں ضائع کیا، میں اس کام میں کیوں پڑی رہی، میں نے زیادہ بہتر طریقہ زندگی کیوں نہ اختیار کیا۔

یادرکھیے:

ہر وہ جگہ جہاں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے وہ انسان کے لئے قیامت کے دن باعث حسرت ہوگی۔

✷رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو لوگ کسی جگہ پر مجلس کریں لیکن اس میں اللہ کا ذکر نہ کریں وہ انکے لیے قیامت کے دن باعث حسرت ہوگی اور جو آدمی کسی رستے پر چلتے ہوئے اللہ کا ذکر نہ کرے (گاڑی چلاتے ہوئے) وہ چلنا بھی قیامت کے دن اس کے لیے باعث حسرت ہوگا اور جو آدمی اپنے بستر پر آئے (یعنی سونے کے لئے) لیکن وہ وہاں اللہ کا ذکر نہ کرے تو وہ سونا بھی اس کے لئے باعث حسرت ہوگا۔

لیکن اس کے برعکس جو ذکر کر کے سوتا ہے اور وضو کی حالت میں سوتا ہے اس کی ساری رات عبادت میں لکھی جاتی ہے۔

❖ آیت 41

بڑے سچے انسان تھے صدیق۔ صدیق اس کو کہتے ہیں جو سچ بولنے والا ہو اور سچ پر قائم رہنے والا ہو۔ اور اس لئے بھی صدیق کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی وحدانیت کی، رسولوں کی، قیامت کی، اللہ تعالیٰ کے احکامات کی تصدیق کرتا ہے۔

❖ آیت 43

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اولاد والدین سے زیادہ سمجھدار ہوتی ہے۔

❖ آیت 44 کتنی زبردست Logic دی ان کو۔

❖ آیت 45 یہاں پر آپ دیکھئے کہ

يَٰٓأَبَتِ .. يَٰٓأَبَتِ .. يَٰٓأَبَتَ

3consecutive آیات يَٰٓأَبَتِ سے شروع ہو رہی ہیں۔ پیار سے بات کر رہے ہیں، والدین کو بھی اگر کچھ سمجھانا ہو تو پیار اور محبت سے سمجھائیں چاہے وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں چاہے وہ کتنے ہی بڑے مجرم کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان کے ساتھ بات کرتے ہوئے ادب لازم ہے۔

❖ آیت 46 نکل جاؤ یہاں سے۔ گھر سے Kick out کر دیا۔

❖ آیت 48

وہی امید والی بات جو زکریا کے اندر تھی أَلَّآ أَكُونَ بِدُعَآءِ رَبِّي شَقِيًّا

رب سننے والا ہے کوئی ناامیدی نہیں، مایوسی نہیں۔

❖ آیت 49

کس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے Compensate کیا۔

والدین اور رشتے دار اور ماں باپ اور خاندان اور کنبہ اور قبیلہ اور دوست اور علاقہ ان سب کا بہترین نعم البدل دیا کہ نیک اولاد دی۔

بعض اوقات انسان ماں باپ کے گھر دکھی ہوتا ہے اللہ تعالی آگے اس کو سسرال میں بڑے سکھ دے دیتا ہے۔

توانسان کو کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کبھی شوہر کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب ہو جاتی ہے تو انسان کو اللہ تعالی کی طرف سے خیر ہی مانگتے رہنا چاہئے۔

❖ **آیت 50** یعنی ان کو دنیا میں بھی اچھی ناموری عطا کی۔

❖ **آیت 52** جیسے ایک اور جگہ پر بھی آتا ہے وَنَٰدَيۡنَٰهُ

5 آیتوں میں اللہ تعالی نے ندا کے ساتھ اس کلام کو بیان کیا ہے یعنی اللہ تعالی نے جو کلام کیا آواز کے ساتھ تھا

نَادَىٰ , وَنَٰدَيۡنَٰهُ ، وَقَرَّبۡنَٰهُ نَجِيّٗا

موسی علیہ السلام کو اللہ تعالی کا خاص قرب نصیب ہوا۔

✧ مجاہد اس آیت کے بارے میں کہتے ہیں:

ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان 70 ہزار پردے ہیں اور اللہ تعالی موسی علیہ السلام کو اپنے قریب کرتے رہے، کرتے رہے، کرتے رہے یہاں تک کہ دونوں کے درمیان صرف ایک پردہ رہ گیا، جب اس جگہ دیکھا اور لوح محفوظ پر چلنے والے کلموں کی آواز سنی تو موسی نے اپنی فرمائش کر دی۔

قَالَ رَبِّ أَرِنِيٓ أَنظُرۡ إِلَيۡكَۚ میرے رب مجھے دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔

قَالَ لَن تَرَىٰنِي تو مجھے دیکھ نہیں سکتے۔

یہ تو موسی علیہ السلام کا قرب ہے لیکن ایک عام انسان کو بھی اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے۔**وہ کہاں؟**

نماز میں، سجدے میں، اس لیے سجدہ کرتے وقت پیار سے سجدہ کیا کریں کہ آپ رب کے قریب ترین ہیں اور دل سے دعا مانگا کریں۔

ایک طریقہ جو میں کرتی ہوں وہ یہ ہے کہ جیسے قرآنی و مسنون دعائیں دعاؤں کی کتاب کے شروع میں چھوٹی چھوٹی دعائیں لکھی ہوئی ہیں مثلا

اَللّٰهُمَّ فَقِّهنِى فِى الدِّ ينِ

چند سیکنڈز لگتے ہیں اس کو پڑھنے میں۔

رَبِّ إِنِّي لِمَآ أَنزَلۡتَ إِلَيَّ مِنۡ خَيۡرٖ فَقِيرٞ

یا اسی طرح

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي یا کوئی بھی

آج کل ماشاء اللہ ہم عام دنوں سے زیادہ سجدے کر رہے ہیں، تو امام کے پیچھے بھی سجدے میں تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر فٹافٹ اپنی دعا کر لی کیونکہ وہاں پر دعا قبول ہوتی ہے اور دہرا بھی سکتے ہیں یہ ایک دو صفحے یاد تو ہوں گے آپ کو، دعا کو ایک نظر دیکھ بھی لیں تاکہ sequence یاد رہے ان کو دہراتے رہیں اس طرح ان شاء اللہ بہت ساری دعائیں رمضان کی راتوں میں، قیام کے دوران، سجدوں میں آپ مانگ سکیں گے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ چھوٹی چھوٹی دعائیں، چلیں لمبی تو نہیں کیونکہ امام لمبی دعا کا وقت بھی نہیں دیتے، وہ بھی جلدی میں ہوتے ہیں۔

اس میں یہ ہے کہ چھوٹی سی دعا تو مانگی جاسکتی ہے اور اللہ تعالیٰ اگر وہ قبول کرلے تو پتہ نہیں کتنی خیر و بھلائی کے خزانے آپ کے لیے کھل جائیں اور اس رمضان کے بعد معلوم نہیں اور نیکیوں کی کیسی کیسی opportunities آپ کو ملیں۔

تو رب کو پکارنا چاہیے اور رب کے قریب جا کر رب سے دعا کرنی چاہیے یعنی سجدے میں۔

❖ آیت 53

دلچسپ بات یہ ہے ک موسیٰ علیہ السلام کی اولاد کا ذکر نہیں ملتا لیکن انکے بھائی کا ذکر ملتا ہے۔

تو یہ اللہ کا فیصلہ ہے کسی کو بھائی کی شکل میں سپورٹ ملتی ہے اور کسی کو اولاد کی شکل میں ملتی ہے تو اس لیے انسان کو comparison نہیں کرنا چاہیے کہ ہائے فلاں کے تو بچے بڑے نیک ہیں معلوم نہیں آپ کو اللہ تعالیٰ کس نیک انسان کے ساتھ ملا دے کہ وہ آپ کے لیے بچوں سے بھی زیادہ دین میں آپ کو آگے لے جائے تو اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا سیکھیں خوش رہنا سیکھیں۔

❖ آیت 54

ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اسحاق اور یعقوب علیہ السلام دیئے لیکن اسماعیل علیہ السلام بھی دیئے تھے جو حضرت ھاجرہ سے تھے۔ ایک بیٹے سے فوراً آگے نسل چل پڑی لیکن دوسرے بیٹے سے فوراً نسل نہیں چلی مگر کئی سو سال کے بعد محمد ﷺ کی شکل میں عظیم ترین بیٹا عطا کیا۔ نبی ﷺ فرماتے تھے:

میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔

انہوں نے آپ کے لیے دعا کی تھی تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہماری زندگی میں ہماری نسلوں میں برکت ہوجاتی ہے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان دعائیں مانگتا رہتا ہے، اللہ دعائیں رائیگاں نہیں کرتا اور صدیوں بعد کوئی ایسا بچہ اس نسل میں پیدا ہوجاتا ہے جو کسی کی دعا کا نتیجہ ہوتا ہے۔ وہ صدقہ جاریہ بن جاتا ہے تو اس لیے اولاد اور اولادوں کی اولاد کے لئے، generation کے لئے دعائیں کرتے رہا کریں۔ اور اگر اپنے بچے اتنے فرمانبردار نہیں تو غم نہ کھایا کریں۔ کوئی پتہ نہیں آئندہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو کیا قبولیت کا مقام عطا کرے۔

انہ کان صادق الوعد

دیکھئے کتنی دفعہ قرآن میں وعدے کا ذکر آیا ہے، ہم سب کو اس بات کا لحاظ رکھنا چاہیے، کسی سے کچھ کہیں تو کر کے دکھائیں۔ اللہ سے وعدہ کریں، کوئی نذر مانیں، منت مانیں یا بندوں کے ساتھ کوئی وعدہ کریں تو اس کو پھر حتی الامکان نبھائیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے انکے وعدے کی پابندی کی وجہ سے انکی یہ صفت یہاں بیان کی اور یہ انبیاء کے اخلاق میں سے ہے۔

نبی ﷺ کی خوبی بھی کیا تھی؟ کان صادق الوعد۔

❖ آیت 55

اور خوبی کیا تھی اسماعیل علیہ السلام کی؟ اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نماز و زکوۃ ادا کرتا ہوں اور والدہ کا فرمانبردار ہوں۔

یہاں اسماعیل علیہ السلام نہ صرف یہ کہ خود نماز پڑھتے ہیں بلکہ اپنے بچوں کو بھی اس راہ پر لگاتے ہیں۔

یادرکھیے

✷رسول ﷺ نے فرمایا:

"اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہو جائیں، اور جب وہ دس برس کے ہو جائیں تو انہیں ترک نماز پر مارو اور ان کے بستر آپس میں جدا کر دو"۔ یعنی دس سال میں پھر no excuse۔

❖ **آیت 56** یہاں سچائی کا ذکر کیا گیا اور یہ سچائی بات کی بھی ہوتی ہے اور وعدے کی بھی ہوتی ہے۔

❖ **آیت 58** یعنی آیات سن کر ان کے دل پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی لیکن یہ کیفیت تو اسی پر ہو سکتی ہے جس کو قرآن سمجھ آتا ہو۔

❖ **آیت 59** نالائق اولاد کونسی ہوتی ہے؟ جو نماز چھوڑ دے۔ اور دنیا کے پیچھے لگ جائے، دنیا دنیا دنیا۔

فَسَوۡفَ يَلۡقَوۡنَ غَيًّا

✧ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:" غَيِ جہنم کی ایک وادی ہے جس کی گہرائی بہت لمبی اور اس کی خوراک بہت بری ہے۔

جو نماز نہیں پڑھیں گے انکو وہاں ٹھکانہ ملے گا۔

تو انسان کو اپنی نماز کی وقتاً فوقتاً دیکھ بھال کرتے رہنا چاہیے کیونکہ نماز کو ضائع کرنا دین کو ضائع کرنا ہے اور اس میں نماز کو یا تو پڑھنا ہی نہیں، یہ بھی نماز ضائع کرنا ہے یا پڑھنا تو لیٹ کر کے پڑھنا یہ بھی ضائع کرنا ہے۔

✧لوگوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نماز کو ضائع کرنے کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا:"اس سے مراد ہے نماز کو اتنی دیر سے پڑھنا کہ اصل وقت ہی نکل جائے"۔

لوگوں نے کہا ہم یہ سمجھتے تھے کہ نماز کو چھوڑنا اسے ترک کرنا ہے۔ انہوں نے کہا:"اگر وہ نماز چھوڑ دیتے تو کافر ہو جاتے (یہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے) صحابہ نمازوں کو ضائع ہوتے دیکھ کر رویا کرتے تھے۔

✧امام زہری کہتے ہیں کہ: میں دمشق میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں گیا۔ آپ اس وقت رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا:"اب میں اس نماز کے علاوہ نبی ﷺ کے دور کی کوئی چیز نہیں پاتا اور اب اس نماز کو بھی ضائع کر دیا گیا ہے"۔ یعنی اس کو تاخیر سے پڑھتے ہیں۔

وہ لیٹ پڑھنے پر رو رہے تھے۔

لیکن جو پڑھیں ہی نہ ان کی موت کا منظر....

وَٱلۡتَفَّتِ ٱلسَّاقُ بِٱلسَّاقِ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوۡمَئِذٍ ٱلۡمَسَاقُ فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلَّىٰ وَلَٰكِن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ

اور پنڈلی کے ساتھ پنڈلی لپٹ جائے گی یعنی موت کا وقت جب آئے گا اس دن تیرے رب کی طرف روانگی ہے۔ نہ اس نے تصدیق کی نہ نماز ادا کی لیکن جھٹلایا اور منہ پھیرا۔

یادرکھیے وہ حدیث میں نے پہلے سنائی تھی۔

✷ نبی ﷺ کا خواب جس میں ایک شخص کا سر پتھر سے کچلا جارہا تھا جو قرآن کا حافظ تھا لیکن قرآن سے غافل ہوگیا اور فرض نماز پڑھے بغیر سو جاتا تھا۔یعنی نمازوں کی کوئی پرواہ نہیں۔

❖ **آیت 60** ساری نعمتوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

❖ **آیت 61** اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْجَنَّةَ

❖ **آیت 62** یہ بڑی خوبصورتی ہے جنت کی، کہ فضول، لغو، بیکار گفتگو وہاں نہیں ہوگی۔

❖ **آیت 63** اس کو ملے گی یہ جنت جو متقی ہوگا، پرہیز گار ہوگا۔گناہوں سے بچنے والا ہوگا۔

❖ **آیت 65**

یاد رکھیے

اللہ نام صرف اللہ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں ہے۔

تو یہاں دو باتوں کا حکم ہے فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ

تو عبادت صبر اور مجاہدہ کی محتاج ہے یعنی عبادت کرنے کے لیے صبر بھی چاہیے ہوتا ہے اور محنت بھی چاہیے ہوتی ہے اور انسان کو اپنے نفس کو اس پر لانا پڑتا ہے، محنت کرنی پڑتی ہے۔

❖ **آیت 69**

یعنی شر میں جو لوگوں کے لیڈرز اور سردار ہوں گے۔

❖ **آیت 71**

کیونکہ جنت کا راستہ جاتا ہی جہنم کے اوپر سے ہے اور اس پل سے گزرتا ہے۔

✷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تمام انسان جہنم سے گزریں گے جہنم کے اوپر سے۔پھر بعد میں اپنے اعمال کے مطابق وہاں سے نکلیں گے۔یعنی کوئی تیز نکلے گا، کوئی آہستہ آہستہ، کوئی لڑکھڑاتا ہوا اور کوئی نیچے گر جائے گا اور پھر وہاں سے نکالا جائے گا۔

✧ عبداللہ بن رواحہ اپنا سر اپنی بیوی کے گود میں رکھے ہوئے رونے لگے تو ان کی بیوی بھی رونے لگیں، پوچھا تم کیوں رو رہی ہو، اس نے کہا میں نے آپ کو دیکھا آپ رو رہے ہیں تو میں بھی رونے لگی، تو انہوں نے کہا مجھے اللہ تعالی کا یہ قول یاد آگیا وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا ۚ مجھے نہیں پتہ کہ میں وہاں سے نجات پاؤں گا یا نہیں۔کیسے گزروں گا اس پُل سے۔

ہم میں سے کتنے لوگوں کا یہ غم ہے کہ میں پل صراط سے کیسے گزروں گا؟ وہ کونسے اعمال ہیں جن کو کرنے سے پل صراط آسان ہو جائے گی۔

✧ ابو میسرۃ جب اپنے بستر پر سونے لگتے تو کہتے کاش میری ماں نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا، پھر وہ رونے لگتے تو پوچھا جاتا آپ کیوں روتے ہیں؟ وہ کہتے ہمیں تو یہ بتایا گیا ہے کہ ہم جہنم پر وارد ہوں گے لیکن ہمیں یہ نہیں بتایا گیا کہ ہم وہاں سے نکل بھی پائیں گے یا نہیں نکلیں گے، یعنی اس پل کو پار کریں گے بھی یا نہیں کریں گے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن پل صراط لایا جائے گا اور جہنم کی پشت پر لا کر رکھا جائے گا۔ تو ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ پل صراط کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: پھسلنے اور گرنے کی جگہ، اس پر کانٹے اور آنکڑے ہیں جو چوڑے ہیں اور ایسے ٹیڑھے کانٹے ہیں جو نجد میں ہوتے ہیں جنہیں سعدان کہا جاتا ہے۔

✷ نبی ﷺ نے فرمایا:

پل صراط نصب کیا جائے گا جو استرے کی دھار کی طرح ہو گا (جیسے تلوار کی دھار ہوتی ہے) تو فرشتے پوچھیں گے اللہ تعالی یہ تو کس کو عبور کروائے گا؟ تو اللہ تعالی فرمائے گا کہ میں اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہوں گا پار کرواں گا۔ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہم تیری عبادت ویسی نہ کر سکے جیسا کرنے کا حق تھا۔

✷ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ حدیث پہنچی کہ پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا اور اس کے دونوں طرف لوہے کہ کنڈیاں ہیں اور پل صراط سے گزرنے کی رفتار اعمال کے مطابق ہو گی۔

وہاں اعمال کام آئیں گے کوئی کسی کے کام نہ آئے گا۔

✷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پوچھا تھا نبی ﷺ سے کہ کیا ہمیں آپ وہاں یاد رکھیں گے تو آپ نے فرمایا:

تین جگہوں پر کوئی کسی کو یاد نہیں رکھے گا اور ان میں سے ایک مقام پل صراط سے گزرنا ہے۔

یہاں اللہ تعالی کیا فرماتے ہیں؟

متقی لوگوں کو اس سے بچا لیا جائے گا، وہاں کچھ لوگ دوڑتے ہوئے گزریں گے، کچھ چلتے ہوئے کچھ گھسیٹتے ہوئے، کچھ گھٹنوں کے بل رینگتے ہوئے۔

تو جو جتنا اللہ سے ڈرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے اور اپنے نفس کو کنٹرول میں رکھتا ہے وہ اتنی تیزی کے ساتھ وہاں سے گزر جائے گا۔

❖ آیت 73

دار ارقم اچھا ہے یا دار لندوہ اچھا ہے ان کو اپنی مجلس پر بڑا فخر تھا۔ اپنی اسمبلی کی جگہ پر۔

❖ آیت 74

یاد رکھیے

اچھے لباس اور اچھے رہن سہن کا اللہ کے یہاں کوئی مقام نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالی جسموں اور شکلوں کو نہیں دیکھتا، اللہ سبحانہ وتعالی انسان کے دل کو دیکھتا ہے کہ اس میں تقوی کتنا ہے اور اعمال کو دیکھتا ہے کہ کر کے کیا لایا ہے۔

❖ آیت 76

نیکی کے رستے پر چلنے کا نتیجہ آگے نیکیوں سے ملاقات ہے۔

یادر کھیے

ہر شخص علم یا نیک عمل کے لیے جو کوشش کرتا ہے، محنت کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کوشش کے بدلہ اس کو ایک اور نیکی کی توفیق دے دیتا ہے۔

وَٱلْبَٰقِيَٰتُ ٱلصَّٰلِحَٰتُ کیا ہیں؟

سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الا اللہ و اللہ اکبر

❖ **آیت 80** یعنی مال اولاد سب پیچھے ہی رہ جاتا ہے انسان اکیلا رب کے حضور حاضر ہوتا ہے اور قبر میں بھی اکیلا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اکیلا اٹھے گا۔

❖ **آیت 82** تو جو غیر اللہ سے مدد طلب کرتا ہے وہ بے یارو مددگار ہی رہتا ہے۔

❖ **آیت 83** یعنی خواہشات میں مبتلا کرتے رہتے ہیں فساد کی راہیں دکھاتے ہیں۔

❖ **آیت 90** یعنی شرک سے ساری مخلوقات ڈرتی اور کانپتی ہے۔

❖ **آیت 96**

تو مومنوں کی آپس کی محبت اللہ کا انعام ہے۔یعنی اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے اور بندے بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔نیک لوگ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں فرشتے بھی ان سے محبت کرتے ہیں۔

✧ حرم بن حیان کہتے ہیں:

جو بندہ اپنے دل کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہو جائے تو اللہ تعالی مومنوں کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اللہ اسے مومنین کی محبت عطا کر دیتا ہے۔

✷ اور وہ مشہور حدیث جبرئیل تو آپ کو پتہ ہی ہو گی۔

جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرئیل علیہ السلام کو بلاتے ہیں اور کہتے ہیں بے شک میں اپنے اس بندے سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو تو جبرائیل حاملین عرش میں اس کا چرچا کرتے ہیں تو آسمان والے حاملین عرش کی ملی جلی آوازوں کا شور سنتے ہیں تو ساتویں آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر ہر ایک آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ محبت آسمان دنیا تک آجاتی ہے پھر اس کا ذکر زمین پر اتر آتا ہے پھر زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

تو یہ اللہ کی محبت کی نشانی ہوتی ہے کہ کسی بندے کو لوگوں کی محبت نصیب ہو اور پھر اللہ تعالی اس سے راضی ہو جائے۔

❖ **آیت 97** بحث کرنے والوں کو ڈرائیں۔

سورت طہ

❖ **آیت 3** نصیحت وہ ہوتی ہے جسے سن کر دل نرم ہو جائے اور اللہ کے حکم پر عمل کرنے لگے اور ڈرنے والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں۔

❖ **آیت 14** یہ تھا پہلا پیغام جو موسی علیہ السلام کو نبوت کے بعد دیا گیا، اللہ ہی کی عبادت اور ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو یہی میسج دیا۔

نماز کی اہمیت بھی یہاں سے پتہ چلتی ہے۔ کہ عبادت میں سب سے پہلی عبادت توحید کے بعد نماز کا قائم کرنا ہے۔

❖ **آیت 15** ہر شخص اپنی کوشش کا بدلہ پائے گا یہ ہے مقصد قیامت کے آنے کا۔

❖ **آیت 16** آپ دیکھیے کہ لوگوں کو قیامت کا ذکر پسند نہیں ہوتا، موت کا ذکر پسند نہیں ہوتا وہ کہتے ہیں یہ باتیں روزنہ کیا کرو۔

نہیں، یہ کرنے کی باتیں ہوتی ہیں اپنی اولاد سے، اپنے گھر والوں سے، خود اپنے آپ کو سنانے کی کیونکہ یہ یقینی حقیقت ہے۔

❖ **آیت 17** وہ لاٹھی تھی عصا تھا موسی علیہ السلام کا جس کے بارے میں اللہ تعالی نے پوچھا۔

پوچھا اس لیے کہ وہ متوجہ ہوں اس کی اہمیت جانیں۔

❖ **آیت 19** وہ فائدے بتا رہے ہیں اتنے میں اللہ تعالی کا حکم آگیا کہ اس کو نیچے پھینک دو۔

❖ **آیت 25**

جب سینہ کھل جاتا ہے شرح صدر ہو جاتا ہے تو حق قبول کرنا بڑا آسان ہوتا ہے اور انسان کا دل بڑا ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف text مجھے سمجھ آجائے اس کا مطلب ہوتا ہے کہ میرے یقین میں اضافہ ہو میرے ایمان میں اضافہ ہو میری بزدلی ختم ہو میرا اللہ پر بھروسہ زیادہ ہو اور آپ جو بھی کام کرنے جارہے ہوں اس کو بہترین طریقے سے کر سکیں۔

چاہے کوئی رشتہ ہی لینے جارہے ہوں تو قَالَ رَبِّ ٱشۡرَحۡ لِي صَدۡرِي وَيَسِّرۡ لِيٓ أَمۡرِي

یا اللہ میرا سینہ کھول دے، مجھے صحیح بات سجھا دے،

وَٱحۡلُلۡ عُقۡدَةٗ مِّن لِّسَانِي

میری communication آسان ہو جو میں کہنا چاہ رہا ہوں وہ دوسروں کو سمجھ آجائے۔ بہت دفعہ miss communication, lack of understanding فساد کا باعث بن جاتی ہے، آپ کچھ کہہ رہے ہیں دوسرا کچھ اور سمجھ رہا ہے، آپ بات شروع ہی کرتے ہیں دوسرا ابھڑک اٹھتا ہے، بھئی کیا ہو گیا ابھی تو بات شروع ہی ہوئی تھی۔

ہو سکتا ہے کہ آپ کہ کہنے کے انداز میں کوئی ایسی چیز ہو جس سے دوسرا offend ہو گیا ہو تو ہر موقع پر یہ دعا بہت فائدہ دیتی ہے۔

❖ **آیت 32** یہ ہے شرح صدر کہ دوسروں کو کام میں شریک کرلینا، دوسروں سے کام لے لینا، دوسروں کو اپنا مددگار بنالینا۔

❖ **آیت 36** ساری دعائیں قبول ہو گئیں۔ سبحان اللہ

❖ آیت 38 یعنی خفیہ اشارہ کیا جو کسی کو پتہ نہیں چلا صرف انہی تک بات پہنچی۔

❖ آیت 39 تیرے دشمن بھی تجھ سے محبت کریں۔

❖ آیت 40 موسی علیہ السلام پانی میں تھے اور ان کی بہن ساحل پر چل رہی تھی۔

وَفَتَنَّٰكَ فُتُونًاۚ

اس کے بعد موسی علیہ السلام 8-10 سال مدین میں رہے بکریاں چراتے رہے۔

تو یہ سارے موسی علیہ السلام کی زندگی کے حالات اللہ تعالی بیان کر رہے ہیں کہ کہاں کہاں سے وہ گزرے۔

ہمارے لیے سبق ہے اس میں کہ کچھ پانے کے لیے انسان کو زندگی کے کن پگڈنڈیوں پر چلنا پڑتا ہے، راستے میں کیسے کیسے لوگ ملتے ہیں، کیسے کیسے حادثے ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کس طرح بچاتا چلا جاتا ہے انسان کو۔

یہ وقت مقرر تھا ان کی نبوت کے لیے اللہ سے ملاقات کے لیے۔ اللہ سبحانہ وتعالی سے کلام کے لیے۔

اللہ ہمیں بھی اپنے کام کا بنا لے۔

یادرکھیے

جب اللہ تعالی اپنے کام کا بناتے ہے تو بہت ٹھکائی بھی ہوتی یعنی مشکلیں بھی پیش آتی ہیں، لیکن ان پر صبر کرنا چاہیے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنا چاہیے لیکن یہ کہ خوش قسمت ہے وہ انسان جس کو اللہ چن لے۔

❖ آیت 42 کام کرو لیکن ساتھ ذکر نہیں چھوڑنا کیونکہ فرعون کے پاس بھیجا جا رہا تھا۔

❖ آیت 44 فرعون کے ساتھ بھی نرمی سے بات کرنا پھر عام انسان سے کیسے بات کرنی چاہئے ہم سب کو۔

Politely آرام سے مشکل سے مشکل بات بھی آرام سے کریں کیونکہ نرم گفتگو جو ہے وہ صدقہ ہے۔

✷ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کو نرمی سے حصہ دیا گیا تو یقیناً اس کو دنیا و آخرت کی خیر اور بھلائی سے نواز دیا گیا۔

اور نرم گفتگو کے بدلے جنت میں خوبصورت بالاخانے ملیں گے۔

❖ آیت 58 یعنی ان کا بڑا دن تھا۔

❖ آیت 69

یہ بھی جادو کے توڑ کے لئے بہترین آیت ہے اور جادوگر جہاں سے بھی آئے مقابلے میں کامیاب نہیں ہو سکتا تو اگر انسان کو کوئی ایسی تکلیف ہو تو اللہ کی طرف رجوع کرے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرے اللہ پر توکل کرے شرعی وظائف اور اوراذکار پڑھے اور جادوگروں کے شر سے اللہ کی پناہ میں اپنے آپ کو دے۔

❖ آیت 72

تو اہل ایمان جو ہیں وہ دوسروں کی دھمکیوں کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔

ایمان والے اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں جب وہ کوئی نیک کام کرنے کو نکلیں۔

نفع نقصان کا مالک اللہ کو سمجھتے ہیں کیونکہ بعض اوقات لوگ آپ کو ڈرانے لگتے ہیں کہ اگر یہ کام کیا تو تمہارا نقصان ہو جائے گا یعنی مثلاً اگر آپ نے کسی قبر والے کی منت مانی ہوئی ہے کہ اس کی قبر پر چڑھاوا چڑھائیں گے اور پھر نہیں چڑھایا تو لوگ کہتے ہیں دیکھنا تمہارے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ایسی دھمکیوں سے کبھی ڈرنا نہیں چاہیئے اور نہ ایسی باتوں سے کبھی خوف کھانا چاہیئے۔

❖ آیت 73 یعنی اب ان کو فوراً احساس ہو جاتا ہے کہ جادو کرنا ایک گناہ کا کام تھا تو اس پر بھی توبہ کرنے لگتے ہیں۔

❖ آیت 74 یعنی توبہ نہیں کی کفر پر رہا یا گناہوں کے اندر لت پت رہا اور ایسے ہی دنیا سے چلا گیا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے جس میں نہ وہ مرے گا نہ وہ جیے گا،وہاں کی زندگی زندگی نہیں اور موت موت نہیں۔

❖ آیت 75 ایمان اور عمل صالح (کرنے والوں کے لیے بلند درجات ہیں)

❖ آیت 76

جو تزکیہ کے طریقے پر عمل پیرا رہا، جو اپنے گناہوں کو ساتھ ساتھ صاف کرتا رہا۔

کہتے ہیں سارے بنی آدم خطاکار ہیں بہترین خطاکار کون ہیں؟ جو توبہ کرنے والے ہیں۔

التَّائِبُ مِنْ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ

گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو

❖ آیت 78 پوری طرح پانی کے نیچے آگئے سارے۔

❖ آیت 79 کیونکہ انجام اچھا نہیں ہے۔بظاہر دیکھنے میں تو اس نے بہت تعمیرات کی تھیں اور ملک کو بہت ترقی دی تھی دنیاوی اعتبار سے وہ ایک بڑا کامیاب بادشاہ تھا لیکن انجام کے اعتبار سے نہیں۔

تو ہر وہ کام جس کا انجام اچھا نہ ہو وہ اچھا نہیں ہوتا چاہے بظاہر وہ کتنا چمکدار کیوں نہ نظر آرہا ہو۔بظاہر دیکھنے میں کتنا ہی خوبصورت کیوں نہ لگے۔

❖ آیت 84 تعجیل جو ہوتی ہے، عجلت جو ہوتی ہے ویسے پسندیدہ نہیں لیکن نیک کاموں کی طرف جلدی کرنا اللہ کی رضامندی کی طرف آگے بڑھ جانا دوسروں سے، یہ قابل تعریف چیز ہے۔

❖ آیت 88 یعنی طور پر جو چلے گئے۔

❖ آیت 94 تو یہاں چونکہ موسی علیہ السلام غصہ میں تھے تو ہارون علیہ السلام بڑے پیار سے ان سے بات کرتے ہیں اور پیار سے ان کو سمجھاتے ہیں۔

اور دوسری یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ہارون علیہ السلام کے اندر بھی بڑی حکمت تھی فتنہ فساد سے بچنے کے لئے کہا موسیٰ علیہ السلام آتے ہی فیصلہ کریں گے میں ابھی اس معاملے کو ایسے ہی رہنے دیتا ہوں، سمجھایا ضرور لیکن سختی نہ کی۔

❖ آیت 97

یہاں پر آپ دیکھیے کہ سامری کو سزا دی جا رہی ہے اور وہ سزا موت تک کے لئے ہے کہ وہ اس طرح کی پاگل پن کی حرکتیں کرے کہ کسی کو اپنے قریب نہ آنے دے۔

اور پھر یہ کہ بچھڑا جو تھا وہ سونے کا تھا زیورات کا تھا چاہتے تو وہ دنیاوی فائدہ کے لیے رکھ دیتے لیکن اب اس کے ساتھ ایک الہ کا conceptوابستہ ہو گیا تھا لہذا اس کو جلانے کی بات کی گئی

❖ آیت 98

یاد رکھیے

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَخۡفَىٰ عَلَيۡهِ شَيۡءٞ فِي ٱلۡأَرۡضِ وَلَا فِي ٱلسَّمَآءِ

اللہ تعالی سے زمین وآسمان کی کوئی بھی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

اللہ تعالی ہر چیز کو اپنے علم سے گھیرے ہوئے ہیں۔وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ

❖ آیت 100

اعراض کیا ہوتا ہے؟ منہ موڑنا۔ **منہ موڑنا کیا ہوتا ہے؟** اس چیز کو دیکھنا ہی نہیں۔ اس کو اٹھانا ہی نہیں۔ اس کو کھولنا ہی نہیں۔ اس کو پڑھنا ہی نہیں۔ اس کو سمجھنا ہی نہیں۔ اس پر عمل ہی نہیں کرنا۔ اسے آگے پڑھانا ہی نہیں۔ گویا وہ چیز زندگی میں existہی نہ کرتی ہو۔

تو قرآن سے اعراض جو ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ جو قرآن سے اعراض کرے گا وہ قیامت کے دن گناہ کا بوجھ اٹھائے ہوئے ہوگا۔

❖ آیت 102

دنیا میں ہاتھ کب نیلے ہونے لگتے ہیں؟ بعض اوقات آپ دیکھیں بچوں کے چہرے بالکل نیلے ہو جاتے ہیں رو کر۔ غم اور تکلیف کی شدت سے۔ مجرموں کو جب اٹھایا جائے گا تو غم اور غصے کی وجہ سے ان کے چہرے جو ہیں وہ نیلے ہو رہے ہونگے۔

❖ آیت 103 دنیا میں بس اتنا ہی ٹھہر کر آئے ہیں۔

❖ آیت 104

یاد رکھیے

کہ قیامت کے دن انسان کو دنیا کی زندگی بہت چھوٹی معلوم ہوگی۔ یہ اتنی لمبی لمبی زندگیاں ساٹھ سال، ستر سال، سو سال، وہاں جا کر انسان کہے گا دن یا دن کا کچھ حصہ، کوئی کہے گا دس دن، کوئی کہے گا ایک دن

....ایک ہی دن.... اللہ اکبر!! ایک دن کے لئے کتنی محنت کر رہے ہیں ہم؟ اور آخرت جو ہمیشہ کے لئے ہے اس کے لئے کیا بھیج رہے ہیں آگے؟

❖ **آیت 105** کوہ ہمالیہ اور Mount Everest اور یہ سارے غبار بن کر اڑ جائیں گے۔

❖ **آیت 107** بالکل plain میدان۔

❖ **آیت 109** ہر کوئی اٹھ کر سفارش نہیں کرنے لگے گا اور اگر کوئی دنیا میں کہے کہ کرلو جو کرنا ہے قیامت کے دن میں تمہاری سفارش کر دوں گا تو اس بات کو سراسر جھوٹ سمجھیے۔ کوئی کسی کی سفارش نہیں کر سکتا اللہ کے اذن کے بغیر اور وہ اذن مخصوص لوگوں کو دیا جائے گا۔

❖ **آیت 110** یعنی اللہ جانتا ہے جو ہمارے آگے ہے جو پیچھے ہے، لیکن ہمیں نہیں پتا اس کے بارے میں۔

❖ **آیت 112** اس پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

❖ **آیت 113 تو قرآن کے عربی میں آنے کا مقصد کیا ہے؟**

تاکہ لوگ غور و فکر کر سکیں اور ان کے اندر پرہیز گاری پیدا ہو۔ کیونکہ عربی کے الفاظ دل پر عجب طرح اثر کرتے ہیں۔

❖ **آیت 114**

✧ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جب بھی یہ دعا پڑھتے تو دعا کرتے **اللھم زدنا إيماناً،**

اے اللہ! میرے علم، ایمان اور یقین میں اضافہ فرما۔

اسی طرح ہمیں علم میں بھی اضافہ مانگنا چاہیے، ایمان میں بھی، یقین میں بھی اور فہم میں بھی۔

✧ امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ:

بعض اوقات مین نے ایک ایک آیت پر سو سو تفاسیر کا مطالعہ کیا پھر میں اللہ سے فہم کی دعا کرتا اور کہتا: **"یا معلم آدم و ابراھیم علمنی۔**

اے آدم (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو تعلیم دینے والے! مجھے بھی تعلیم دے۔

انہوں نے کبھی بھی اپنے علم پر غرور نہیں کیا تھا۔

✷ نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: **"اَللّٰھُمَّ انفعنی بما علمتنی وعلمنی ما ینفعنی وارزقنی علما تنفعنی به**

اے اللہ! تو مجھے جو علم نصیب فرمائے اس سے مجھے فائدہ پہنچا اور مجھے وہ علم دے جو مجھے فائدہ دے اور مجھے ایسا علم دے جس کے ذریعے میں فائدہ اٹھا سکوں۔

کتنی خوبصورت دعا ہے۔

❖ **آیت 120**

اصل میں انسان کی بہت بڑی weakness ہے کہ زندگی زیادہ مل جائے اور اس کے کچھ بھی اسے کرنا پڑے تو کر گزرے، تو وہ اس لالچ میں آ گئے کہ اچھا زیادہ دیر جیئیں گے۔

چلو کوئی نہیں پھل ہی ہے نا کھالیں گے۔ تو کبھی بھی انسان لوگوں کی باتوں میں آکر چکنی چپڑی باتوں میں آکر، اپنا طرز زندگی نہ بدلے اور خاص طور پر جس بات کی کوئی دلیل ہی نہ ہو۔

❖ آیت 121-123

اللہ نے ان کو اتنی سمجھ دی تھی کہ ننگے نہیں رہنا۔

✧ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ: اللہ نے ضمانت دی کہ جو قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے وہ دنیا میں گمراہ نہیں ہوگا اور آخرت میں محروم نہیں ہوگا۔ پھر انھوں نے اسی آیت کی تلاوت کی۔

وَمَنۡ أَعۡرَضَ عَن ذِكۡرِي فَإِنَّ لَهُۥ مَعِيشَةٗ ضَنكٗا وَنَحۡشُرُهُۥ يَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ أَعۡمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرۡتَنِيٓ أَعۡمَىٰ وَقَدۡ كُنتُ بَصِيرٗا قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتۡكَ ءَايَٰتُنَا فَنَسِيتَهَاۖ وَكَذَٰلِكَ ٱلۡيَوۡمَ تُنسَىٰ ۔

❖ آیت 124

استغفر اللہ!

یہ اللہ کی یاد سے منہ موڑنے کا نتیجہ ہے۔ ساری نعمتیں ہوتے ہوئے بھی مرضی کی زندگی گزارنے کے باوجود بھی زندگی گھٹن کا شکار رہے گی۔ نہ اطمینان قلب ہے اور نہ شرح صدر ہے۔ ظاہری خوشحالی ہے مال و دولت ہے ساری نعمتیں ہیں، مرضی کا لباس پہنتا ہے مرضی کا کھانا کھاتا ہے، مرضی کے ملک اور شہر میں رہتا ہے لیکن اللہ کے ذکر سے غافل ہے تو پریشانی، حیرت اور شک میں ہی ہمیشہ متردد رہتا ہے۔ تو مَعِيشَةٗ ضَنكٗا کا تعلق اس دنیا کی زندگی سے بھی ہے اور قبر کی زندگی سے بھی ہے۔

✷ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو یہ آیت کس کے بارے میں نازل ہوئی؟ کیا تمہیں معلوم ہے کہ تنگ حالی کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کافر کا اس کی قبر میں عذاب سے دوچار ہونا ہے۔ اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس پر ننانوے سانپ مسلط کر دیئے جاتے ہیں۔ کیا تم جانتے ہو وہ سانپ کیسا ہوتا ہے؟ وہ ستر سانپ اژدہے ہوتے ہیں اور ہر اژدہے کے سات سر ہوتے ہیں۔ وہ اسے قیامت تک ڈستے اور نوچتے رہیں گے۔

❖ آیت 126

تو یہاں پر بھلانے سے مراد صرف یہ نہیں کہ کوئی سورت یاد کی اور وہ بھول گئی۔ اس سے مراد دین کو ہی چھوڑ دیا تھا یعنی قرآن پڑھ کر، سمجھ کر اللہ کی آیات کو جان کر..... اور نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ تشریف لائے آپ نے لوگوں کو قرآن پڑھ کر سنایا لوگوں کے سامنے ایمان کی راہیں روشن ہوئیں اور پھر اس کے بعد بجھ گئی وہ روشنی۔ انہوں نے اس سے اعراض برتا۔

یاد رکھیے ہر صاحب قرآن کو چاہیے کہ قرآن پڑھنے کے بعد اسے ساری زندگی پڑھتا رہے، سمجھتا رہے کیونکہ یہ ایک چراغ کی طرح ہے جو اس زندگی کے راستے میں صراط مستقیم پر چلنے کے لئے بڑا ضروری ہے۔ کیونکہ اندھیرے میں ایسا نہ ہو کہ ہم رستہ ہی بدل دیں۔

ایک دفعہ جاننا کسی چیز کو کافی نہیں ہوتا۔ ہم سب بھولنے والے ہیں۔ یہاں بھولنے کی ہی تو سزا دی جا رہی ہے۔

تو بھولنے کا علاج کیا ہے؟ بار بار پڑھنا۔ پھر پھر پڑھنا۔

❖ آیت 130

پیچھے بھی آیا تھا کہ ہمیں معلوم ہے کہ آپ کا سینہ گھٹتا ہے تو آپ تسبیح کیجیے اور سجدہ کیجیے۔

تو یہاں بھی تسبیح کا ذکر ہے۔ یعنی جب آپ کو کوئی تکلیف پہنچے تو کثرت سے تسبیح کریں خاص طور پر فجر کے بعد اور مغرب سے پہلے۔ یہ دل کی راحت کا سبب بنتا ہے

❖ آیت 131 یعنی دنیا کی نعمتیں جو ہیں ان پر نہ ریجھیں۔

❖ آیت 132

یاد رکھیے

خود بھی نماز پڑھنی ہے اور بچوں کو بھی پڑھوانی ہے اور اس کی فکر کرنی ہے۔

✧ ابن مسعود رضی اللہ کہتے ہیں: جس نے نماز ترک کی اس کا کوئی دین نہیں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالی فرماتے ہیں: وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَلَا تَكُونُواْ مِنَ ٱلْمُشْرِكِينَ

اور نماز قائم کرو اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

✷ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بے شک انسان اور اس کے کفر اور شرک کے درمیان فرق نماز چھوڑنا ہے۔

قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کا ہوگا۔ نماز کی حفاظت کرنے والے اللہ کے فضل میں ہونگے۔ کسی بھی طرح کی پریشانی میں نماز ہی کی طرف لوٹنا چاہیے۔

پارہ 16 کے اہم نکات

1. مومن کے لیے اللہ کی تقدیر اس کی اپنی خواہش، اس کی اپنی مرضی سے زیادہ بہتر ہوتی ہے۔
2. علم حاصل کرنے کے لیے صبر شرط ہے۔
3. والدین میں اگر نیکی ہوگی تو ان شاء اللہ وہ بچوں کو بھی فائدہ دے گی۔
4. اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہیں خواہ وہ آپ کی دعاؤں اور آپ کی خواہشات کے برعکس ہی کیوں نہ ہوں۔
5. باپ کی نیکی سے اولاد کے اندر بھی نیکی آتی ہے۔
6. نیک والدین کی اولاد کی حفاظت کی جاتی ہے۔
7. نماز کو نہ پڑھنا یا دیر سے پڑھنا نماز کو ضائع کرنا ہے۔
8. اللہ کی رضا پر راضی رہیں۔
9. علم کی دولت دنیا کی دولت سے بہتر ہے۔
10. عبادت کے لئے صبر اور سخت کوشش چاہیے ہوتی ہے۔
11. اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے مانگتے ہوئے عاجزی اختیار کریں حسن ظن رکھیں اور اچھی امید رکھیں۔
12. علم ایمان اور یقین کے اضافے کے لیے دعا کرنی چاہیے۔